مطبوعات

مذاہب عالم ــــــ ایک معاشرتی و سیاسی جائزہ	از جناب احمد عبداللہ المسدوسی۔ ناشر: مکتبہ خدام ملت کراچی (پاکستان) قیمت بارہ روپے: صفحات ۴۹۶۔

اس ملک میں یوں تو پہلے بھی ٹھوس علمی کام کرنے والے حضرات مسلمانوں میں کچھ بہت زیادہ نہ تھے لیکن تقسیم کے بعد تو اسی کمی کا بڑی شدت سے احساس ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ نہیں کہ مسلمانوں میں علمی ذوق ختم ہو گیا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے کام کرنے والوں کو وہ سہولتیں میسر نہیں ہوتیں جو اس نوعیت کے کام کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی ٹھوس علمی چیزوں کے لیے یہاں کوئی مارکیٹ بھی موجود نہیں۔ یہاں کے پڑھے لکھے عوام گھٹیا لٹریچر کے پڑھنے کے دلدادہ ہیں اور وہ اپنے وقت کو کسی علمی کتاب میں صرف کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور متوسط طبقہ میں جو تھوڑے سے حضرات اس کی خواہش رکھتے ہیں وہ بیچارے اپنے اندر اس قسم کی کتابوں کو خریدنے کی استطاعت نہیں پاتے کیونکہ ان پر جتنی محنت اور روپیہ صرف ہوتا ہے وہ لازمی طور پر ان کی قیمت میں اضافہ کا باعث بن جاتا ہے۔ اس بنا پر اصحابِ علم نہایت ٹھوس علمی کاموں کے لیے جرأت نہیں کرتے۔

مگر اسے کیا کہیے کہ دنیا میں عشق و جنون ایسے محرکات ہیں کہ جب وہ کسی پر سوار ہو جائیں تو پھر انسان خارجی ماحول اُس کی دقتوں اور مزاحمتوں کی پروا کیے بغیر مردانہ وار آگے بڑھتا ہے غالباً اسی نشہ سے سرشار ہو کر ہمارے فاضل مصنف جناب احمد عبداللہ المسدوسی نے یہ کام شروع کیا ہے اور عشق کا یہی جذبہ انہیں کشاں کشاں کامیابی کی منزل تک لے گیا۔

زیر تبصرہ کتاب میں فاضل مصنف نے مختلف مذاہب پر ایک مبسوط اور سیر حاصل تبصرہ کر کے اُن کے ماننے والوں کی صحیح صحیح تعداد کا تعین کیا ہے۔ یہ دوسرا کام اس قدر مشکل اور کٹھن تھا کہ خود انہیں بھی آغاز میں اس کے پایۂ تکمیل تک پہنچ جانے کی توقع نہ تھی۔ ایک ایسا ملک جس میں صحیح

اعداد و شمار کے بہم پہنچنے کے معقول انتظامات نہ ہوں وہاں اس قسم کے کام کا بیڑا اٹھانا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ ان کے اس کام کی دقتوں کا صحیح اندازہ مندرجۂ ذیل الفاظ سے کیا جا سکتا ہے۔

"افریقہ کی آبادی کے نہایت اُلجھے ہوئے مسئلہ کو جانچنے کے لیئے میں نے افریقہ پر تیس سے زیادہ کتابیں پڑھیں جو کراچی میں مجھے مل سکیں۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ پہلی دفعہ اس کتاب میں استعمار کے ڈالے ہوئے وہ آہنی پردے اٹھتے ہوئے نظر آئیں گے جنہوں نے مجموعی حیثیت سے افریقہ کی آبادی اور مسلم آبادی کی اکثریت کو دنیا کی نگاہ سے اوجھل کر دیا تھا۔ چین اور روس کے علاقوں کے اعداد و شمار اور مسلم آبادی کے مسائل کا حال بھی مختلف نہیں جو آہنی پردے کے پیچھے کے ممالک ہیں اُن کی مشکل سوا ہے۔ پہلے تو خود یہ ممالک مسلمانوں سے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں کرتے اور جو اعداد و شمار پیش کرتے ہیں وہ بداہتاً غلط اور یک طرفہ ہوتے ہیں اور دوسرے مغربی ممالک جو اعداد دیتے ہیں ان میں روسی دشمن اور جانبداری کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ ان دونوں انتہاؤں سے بچ کر صحیح حقیقت کو معلوم کرنا ٹیڑھی کھیر ہے اور سخت جانکاہی کا کام۔ تاہم توفیقِ ایزدی سے یہ مہم بھی بڑی حد تک سر ہوئی ہے اور ان ممالک کے اعداد خصوصاً مسلمانوں کے اعداد کے بارے میں قریبی اندازے معلوم ہو سکے ہیں۔"

۱۹۵۵ء میں امریکی رسالہ لائف میں دنیا کے بڑے مذاہب کے متعلق جو مضامین شائع ہوئے اس میں عیسائیوں کی تعداد نوّے کروڑ، بدھ متیوں کی پچاس کروڑ، ہندوؤں کی تیس کروڑ سے زائد اور مسلمانوں کی تیس کروڑ دکھلائی گئی ہے۔ فاضل مصنف نے مستند اعداد کی مدد سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ تعداد بالکل غلط ہے اور عیسائی فی الواقع پچھتر کروڑ، بدھ متی صرف ۱۵ کروڑ، ہندو بائیس کروڑ اور بشمول اچھوت ستائیس کروڑ سے کچھ زائد ہیں اور مسلمان جن کی تعداد تیس کروڑ دکھائی گئی ہے وہ درحقیقت باون کروڑ ہیں۔"